بحث ونظر

"ارھاب" ایک شرعی اصطلاح

—————— محی الدین غازی سبحانی فلاحی، مدنی

گذشتہ کچھ سالوں سے لفظ "ارہاب" کو عربی لٹریچر اور ذرائع ابلاغ میں خصوصی شہرت حاصل ہوئی ہے اور یہ انگریزی زبان کے لفظ (Terrorism) اور اردو کے لفظ "دہشت گردی" کا ہم معنی بن گیا ہے۔ ایسا محسوس ہونے لگا ہے کہ اس لفظ کا اصل مفہوم ہی دہشت گردی ہے اور اسی کے لیے اس لفظ کو وضع کیا گیا ہے، حالانکہ حقیقت اس سے مختلف ہے۔ ارہاب کا لفظ فعل مضارع کے صیغہ سے قرآن مجید میں آیا ہے اور اس کے بعد ہی سے شریعت کی ایک اصطلاح بن گیا ہے۔ شریعت کی کتابوں میں اس لفظ کا بکثرت استعمال ہوا ہے، اور اسی دائرہ میں رہ کر ہوا ہے جو دائرہ قرآن مجید کے استعمال سے متعین ہوا تھا۔

ارہاب کا لغوی مفہوم ہو یا اصطلاحی مفہوم وہ اس معنی کا کسی طور متحمل نہیں ہے جو معنی (Terrorism) کے ہیں یا جو آج مراد لیے جاتے ہیں۔

ارہاب کا لغوی مفہوم

تمام علماء لغت کا اتفاق ہے کہ ارہاب کا مطلب ہے اخافۃ: "ڈرانا، خوفزدہ کرنا۔"[1]

ارہاب کا اصطلاحی مفہوم

جب ہم قرآن وسنت اور علماء متقدمین ومتاخرین کی تصریحات کا مطالعہ کرتے

---

[1] لسان العرب رھب مختار الصحاح رھب القاموس المحیط رھب

ہیں تو ارہاب کے دو ملتے جلتے مفہوم سامنے آتے ہیں :
۱۔ حالتِ امن میں اس انداز کی عسکری تیاری اور اس کا مظاہرہ کہ دشمن کے حوصلے پست رہیں اور وہ دارالاسلام پر حملہ کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔
۲۔ حالتِ جنگ میں جب کہ فوجیں آمنے سامنے ہوں تو ایسی تدابیر اختیار کرنا کہ دشمنانِ اسلام جنگ شروع ہونے سے پہلے ہی جنگ کے دوران نفسیاتی شکست سے دوچار ہو جائیں۔

ارہاب کا قرآنی استعمال

سورۂ انفال میں اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کو حکم دیا :

وَاَعِدُّوْا لَهُمْ مَّا اسْتَطَعْتُمْ	اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے
مِّنْ قُوَّةٍ وَّمِنْ رِّبَاطِ الْخَيْلِ	زیادہ سے زیادہ طاقت اور گھوڑے جو بالکل
تُرْهِبُوْنَ بِهٖ عَدُوَّ اللّٰهِ وَ	تیار ہوں ان کے مقابلہ کے لیے مہیا رکھو تاکہ
عَدُوَّكُمْ وَاٰخَرِيْنَ	اس کے ذریعہ سے اللہ کے اور اپنے
مِنْ دُوْنِهِمْ لَا تَعْلَمُوْنَهُمْ	دشمنوں کو اور ان دوسرے اعداء کو خوفزدہ
اَللّٰهُ يَعْلَمُهُمْ ؕ[1]	کر دو جنھیں تم نہیں جانتے مگر اللہ جانتا ہے۔

بالعموم مفسرین کے نزدیک اس آیت میں ارہاب کا مفہوم ڈرانا اور خوف زدہ کرنا ہے۔

امام ابو حیان اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔

المعنی ان الکفار اذا	مطلب یہ ہے کہ جب کفار کو علم ہو گا
علموا بما اعددتم للحرب	کہ تم نے قوت اور تیار گھوڑے کس قدر
من القوۃ ورباط الخیل	مہیا کر رکھے ہیں تو وہ اپنے پڑوسی کافروں
خوفوا من یلیھم من	کو تمہاری جنگی تیاریوں کے بارے میں
الکفار وارھبوھم اذیعلمونھم	بتا کر خوف زدہ کر دیں گے اور جب وہ

---

[1] سورہ انفال : ۶۰

ما انتم علیه فی الاعداد للحرب	تمہارے سلسلے میں اپنے پڑوسی کافروں
فیخافون منکم واذا کانوا اقدا خافوا	کو خوف زدہ کریں گے تو وہ خود تم
من یلیہم منکم فہو أشدّ خوفاً لکم[1]	سے اور زیادہ خوف زدہ رہیں گے۔

ارہاب قیامِ امن کا ذریعہ ہے

قرآن کریم میں جس ارہاب کا ذکر ہوا ہے اسے ہم "ارہاب بالاعداد" کہہ سکتے ہیں، یعنی اپنی عسکری تیاریوں سے دشمن کو خوف زدہ رکھنا۔ یہ ارہاب انسانی زندگی کی ایک ضرورت ہے اور دشمن کی دست درازی کو روکنے اور جرائم کے سدّباب کی ایک اہم تدبیر ہے۔ انسانی زندگی کے آغاز ہی سے اس کی ضرورت محسوس کی جاتی رہی ہے اور دنیا کی تمام ہی قوموں نے اس کی اہمیت تسلیم کی ہے۔ یہ ارہاب انسانی قدروں اور اخلاقی اصولوں کے منافی نہیں ہے، بلکہ اس کے برعکس ان اقدار اور اصولوں کی پاسداری کے لیے بھی ارہاب ضروری ہے۔ آخر کون کہہ سکتا ہے کہ دشمنوں، مجرموں اور شر انگیز عناصر کے شر سے بچنے کے لیے حفاظتی اقدامات کرنا انسانیت اور تہذیب کے خلاف ہے۔

آیتِ مذکورہ کی تفسیر میں علامہ محمد رشید رضا نے بہت اچھی گفتگو کی ہے، ان کے نزدیک یہاں ارہاب جنگ بندی اور قیامِ امن کی تدبیر کے طور پر ہے، نہ کہ جنگ کا ماحول پیدا کرنے کے لیے۔ وہ لکھتے ہیں: "یہاں قوت اور گھوڑوں کی بقدرِ استطاعت فراہمی کو خاص کر دیا گیا ہے اس سے کہ اس کا مقصد ان لوگوں کو خوف زدہ کرنا ہو جو علانیہ دشمن ہیں اور جو چھپے ہوئے اور گمنام دشمن ہیں اور جو آئندہ اہلِ ایمان کے دشمن بن کر سامنے آئیں گے، جیسے اہلِ فارس اور اہلِ روم۔ یہ دلیل ہے اس بات کی کہ ارہاب اس کے نزدیک جنگ کو روکنے کے لیے ہے، نہ کہ جنگ کی آگ بھڑکانے کے لیے۔ وہ کہتا ہے کہ تیار رہو تاکہ دشمن تم سے خوف زدہ رہے، ممکن ہے اس طرح وہ تم پر حملہ کرنے سے باز رہے۔ یہ بعینہٖ وہی بات ہے جو آج کے ملکوں میں مسلح

---

[1] محمد بن یوسف ابو حیان الاندلسی، تفسیر البحر المحیط، ۴/۵۱۲

امن کے نام سے جانی جاتی ہے جس کی بنا یہ ہے کہ ضعف درحقیقت طاقت ور کو کمزور پر دست درازی کی ترغیب دیتا ہے[1]

ارہاب لکڑی کی تلوار سے

حضرت ابوبردہ فرماتے ہیں کہ میں مقام ربذہ سے گزرا تو دیکھا کہ ایک خیمہ لگا ہے۔ میں نے پوچھا کہ کس کا ہے تو بتایا گیا کہ یہ صحابی رسول حضرت محمد بن مسلمہؓ کا ہے۔ میں نے اندر جانے کی اجازت مانگی اور داخل ہوا۔ حضرت محمد بن مسلمہؓ سے ملاقات ہوئی تو میں نے کہا آپ پر خدا کی رحمتیں نازل ہوں اس دین میں آپ کا ایک مقام ہے تو کیا ہی اچھا ہوتا اگر آپ لوگوں کے پاس جاتے، بھلائی کا حکم دیتے، برائی سے روکتے۔ انھوں نے کہا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا:

انه ستكون فتنة وفرقة	"عنقریب فتنہ برپا ہوگا، اختلاف وافتراق
واختلاف فاذا كان ذالك	پیدا ہوگا جب ایسا ہو تو اپنی تلوار کو احد پہاڑ
فائت بسيفك أحُدا فاضرب	کی چٹان کے پاس لاکر اس سے اسے بیچ
به عرضه واكسر نبلك	سے توڑ دینا اور اپنے تیر بھی توڑ دینا، کمان
واقطع وترك واجلس في	کا تانت کاٹ دینا اور اپنے گھر میں بیٹھ رہنا"
بيتك ـــــــــ "وفي	ـــــــ (ایک اور روایت میں
رواية" فاضرب به حتى	یہ ہے) "تلوار اس طرح مارنا کہ وہ ٹوٹ جائے
تقطعه ثم اجلس في	پھر اپنے گھر میں بیٹھ رہنا یہاں تک کہ یا تو
بيتك حتى تاتيك يد خاطئة	کوئی ہاتھ غلطی سے تم پر اٹھ جائے یا اللہ

---

[1] وهٰذا التقييد لإعداد المستطاع من القوة ومن رباط الخيل بقصد ارهاب الأعداء المجاهرين والأعداء المستخفين وغير المعروفين ومن سيظهر من الأعداء للمؤمنين كالفرس والروم دليل على تفضيل جعله سببًا لمنع الحرب على جعله سببا لإيقادنا رها فهو يقول استعدوا ليرهبكم الأعداء عسى ان يمتنعوا عن الاقدام على قتالكم وهٰذا عين ما يسمى في عرف دول هٰذه الايام بالسلام المسلح بناء على أن الضعف يغرى الأقوياء بالتعدى على الضعفاء محمد رشيد رضا. تفسير المنار ۱۰/۶۲

أو يعافيك الله عزوجل — تمہیں عافیت سے رکھے۔"

حضرت ابوبردہ کہتے ہیں کہ پھر حضرت محمد بن مسلمہؓ نے فرمایا: اب وہی ہوا ہے جو رسول اللہؐ نے فرمایا تھا اور میں نے بھی وہی کیا جو اس موقع پر کرنے کا رسول اللہؐ نے مجھے حکم دیا تھا۔ پھر انھوں نے ایک تلوار اتروائی جو خیمہ کے ستون سے لٹکی ہوئی تھی۔ اسے بے نیام کیا تو میں نے دیکھا کہ وہ تو لکڑی کی تلوار ہے۔ پھر انھوں نے کہا:

قد فعلت ما أمرني به رسول الله صلى الله عليه وسلم واتخذت هذا ارهب به الناس [1]	میں نے وہی کیا ہے جس کا رسول اللہؐ نے مجھے حکم دیا تھا اور یہ اس لیے رکھی ہے تاکہ لوگوں کو ڈراتے رہوں

ملاحظہ کرنے کی چیز یہ ہے کہ فتنوں کا زمانہ ہے، جابجا خونریزی ہورہی ہے، ایک شخص اس خونریزی سے بچنے کے لیے آبادی کو خیرباد کہتا ہے، اپنے ہتھیار توڑ دیتا ہے اور صرف دکھاوے کی ایک تلوار رکھ کر اپنی طرف ارہاب کے فعل کو منسوب کرتا ہے کس قدر پرامن ہے یہ ارہاب۔ یہ حدیث ارہاب کا صحیح مفہوم متعین کرنے میں مدد دیتی ہے۔

ایک رخ یہ بھی ہے ارہاب کا

جب کسی شخص سے قسم (یمین) ادا کرائی ہوتی ہے تو کبھی اس شخص کے دل میں اس یمین کی ہیبت جاگزیں کرنے کے لیے کچھ مخصوص طریقے اختیار کیے جاتے ہیں تاکہ قسم کے لیے سنجیدہ ماحول بن سکے۔ اس عمل کو تغلیظِ یمین کہتے ہیں۔ بعض فقہاء مالکیہ کہتے کہ تغلیظ کا ایک طریقہ یہ بھی ہے کہ وہ کھڑا ہو کر قسم کھائے۔ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ قبلہ رو ہو کر قسم کھانے کو نہیں کہا جائے گا، الا یہ کہ قبلہ رو ہونا اس کے دل میں جھوٹی قسم کھانے کا خوف پیدا کرے۔ اس خوف کی کیفیت کو ارہاب کہا گیا ہے۔ [2]

---

[1] مسند امام احمد بن حنبل حدیث نمبر ۱۶۰۷۲

[2] وغلظت بالقيام ان طلب كالذى قبله ولعدكا لا بالاستقبال القبلة الا ان يكون فيه ارهاب

ابوالبرکات سیدی احمد الدردیر الشرح الکبیر ۴/ ۲۲۸ مزید حاشیہ الدسوقی ۴/ ۲۲۸

ارہاب بذریعہ جشن اور استقبال

مشہور مورخ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"سن ۳۰۵ ہجری کا آغاز ہوا۔ اس سال شاہِ روم کا قاصد صلح اور قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑانے کی غرض سے آیا۔ وہ نوجوان تھا اس کے ساتھ ایک معمر شخص اور بیس نوجوان تھے۔ جب وہ بغداد آیا تو اس نے بڑا عظیم الشان منظر دیکھا۔ ہوا یہ کہ خلیفہ نے فوج کو اور عوام کو حکم دیا کہ اس دن جشن منائیں تاکہ رومی سفارت وہ کچھ دیکھ لے جس سے دشمن ہیبت زدہ ہو۔ اسے وہ ارہاب کہتے ہیں۔[۱]

ارہاب شریعت میں مطلوب ہے

آج ارہاب عربی زبان کا بدنام ترین لفظ بن گیا ہے۔ ہر فرد، ہر ملک اور ہر جماعت اسے تہمت کا نشان سمجھتی ہے اور اس عار سے خود کو بری قرار دے کر دوسروں پر چسپاں کرنا چاہتی ہے۔ یقیناً ارہاب جس مفہوم میں آج بولا جاتا ہے اس کا فطری نتیجہ یہی ہونا تھا لیکن شریعت اور علماء شریعت نے 'ارہاب' کو جس مفہوم میں استعمال کیا ہے وہ اس سے قطعاً مختلف ہے۔ جب ہم علماء سلف کی تحریروں کا مطالعہ کرتے ہیں تو صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ ارہاب کو شریعت کا تسلیم شدہ حکم سمجھتے تھے اور اسے اپنے لیے اور اہلِ اسلام کے لیے موجبِ ننگ نہیں تصور کرتے تھے، ذخیرۂ کتب میں اس کی بے شمار مثالیں موجود ہیں۔ یہاں ہم کچھ ہی پر اکتفا کریں گے

امام سرخسی لکھتے ہیں:

وروی ابن المبارک عن ابی حنیفۃ ان لہ سھم الفرسان لان معنی ارھاب العدو و	ابن مبارک ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہیں کہ (جو گھوڑے پر سوار ہو کر میدانِ جنگ میں داخل ہو جائے مگر عین جنگ کے

---

[۱] وذلک ان الخلیفۃ امر الجیش والناس بالاحتفال بذلک لیشاھد ما فیہ ارھاب الاعداء۔ ابو الفداء اسماعیل بن کثیر، البدایۃ والنہایۃ، ۱۲۷/۱۱ ۲۹۱

القهر الذی یتمّ إعزاز الدین بالقتال علی الفرس اظهر منه فی مجاوزة الدرب [1]

دوران گھوڑا اس کے پاس نہیں رہے) اسے بھی گھڑسواروں کا حصہ ملے گا کیونکہ دشمن کو خوف زدہ کرنے اور اسے مغلوب کرنے کی علت جس سے کہ غلبۂ دین مکمل ہوتا ہے گھوڑے پر سوار ہو کر جنگ کرنے سے زیادہ نمایاں میدان جنگ میں گھوڑے پر سوار ہو کر آنے میں ہے۔

شرح کبیر میں ہے:

لان المقصود من حمل الخیل فی الجهاد ارهاب العدو [2]

جہاد میں گھوڑے لے جانے کا مقصد دشمن کو خوف زدہ کرنا ہے۔

شرح عمدہ میں ہے:

لأن المقصود من السلاح قتال العدوّ و إرهابه [3]

ہتھیار رکھنے کا مقصد دشمن سے قتال کرنا اور اسے خوف زدہ کرنا ہے۔

کافی میں ہے:

ویجعل فی کل جنبیه کفئاً ..... ولانه احوط للحرب وابلغ فی إرهاب العدو [4]

سپہ سالار اپنے دونوں بازوؤں میں موزوں افراد رکھے کیونکہ یہ جنگ کے لیے زیادہ محتاط طریقہ ہے اور دشمن کو خوف زدہ کرنے کے لیے زیادہ مؤثر ہوتا ہے۔

امام کاسانی لکھتے ہیں:

فالذی یستحقّ السهم منها هو الرجل المسلم

مالِ غنیمت میں حصہ کا حق دار وہ مسلمان مرد ہے جو مقاتل ہو یعنی جنگ کرنے کے

---

[1] محمد بن ابی سہل السرخسی، المبسوط ۱۰/۴۴
[2] الشرح الکبیر ۲/۱۹۳
[3] احمد بن عبدالحلیم بن تیمیہ، شرح العمدة ۴/۳۱۲
[4] عبداللہ بن قدامہ المقدسی، الکافی ۴/۲۶۴

المقاتل وھو ان یکون من	لائق ہو، دارالحرب میں جنگ کی نیت سے
أھل القتال ودخل دار الحرب	داخل ہوا ہو خواہ عملاً جنگ کرے یا نہ کرے،
علی قصد القتال وسواء قاتل أولم	کیونکہ جہاد و قتال دراصل دشمن کو
یقاتل لأن الجهاد والقتال	خوف زدہ کرنا ہے اور یہ مقصد جس طرح
إرھاب العدوّ وذا کما یحصل	براہِ راست جنگ کرنے سے حاصل
بمباشرة القتل یحصل بثبات	ہوتا ہے میدانِ جنگ میں ثباتِ قدمی
القدم فی صفّ القتال۔ [12]	سے بھی حاصل ہوتا ہے۔

مہذب میں ہے:

والمستحب ان یدخل	مستحب یہ ہے کہ دارالحرب میں جنگی
الی دار الحرب بتعبئة	تیاریوں کے ساتھ جائے کیونکہ یہ عسکری
الحرب..... ولأن ذلك احوط	لحاظ سے محتاط تر طریقہ ہے اور دشمن کو
للحرب وأبلغ فی إرھاب العدوّ [13]	خوف زدہ کرنے کے لیے زیادہ مؤثر بھی ہے۔

ارہاب از قسمِ جہاد است

امام کاسانی لکھتے ہیں:

"جو دارالحرب میں گھوڑے پر سوار جنگ کی نیت سے داخل ہو جائے وہ دو پہلوؤں سے مجاہد ہے۔ ایک تو یہ کہ اس انداز سے دارالحرب میں داخل ہونا دشمن کو ہیبت زدہ کرنا ہے اور یہ جہاد ہے۔ (ان المجاوزة علی ھذا الوجه إرھاب العدوّ وأنه جهاد) اس بات کی دلیل کہ یہ ارہاب ہے اور یہ جہاد ہے، ارشادِ الٰہی ہے: وَمِنْ رِبَاطِ الْخَيْلِ تُرْهِبُونَ بِهِ عَدُوَّ اللّٰهِ وَعَدُوَّكُمْ۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ دارالحرب میں کفار کے جاسوس اور ان کے ہراول ہوتے ہیں تو اگر بھاری لشکر، پیادہ اور سوار پر مشتمل وہاں داخل ہوگا تو جاسوس انھیں باخبر کر دیں گے اور اس طرح ان

[12] علاء الدین الکاسانی، بدائع الصنائع ۷/۱۲۶

[13] ابراہیم بن علی الشیرازی، المهذب ۲/۲۲۳

کے دل میں رعب بیٹھ جائے گا اور وہ بستیوں کو چھوڑ کر مضبوط قلعوں میں بھاگ کر پناہ لیں گے، تو گویا جنگ کی نیت سے دار الحرب میں داخل ہونا دشمن کو خوف زدہ کرنا ہے اور یہ جہاد ہے۔ (فکان مجاوزۃ الدرب علی قصد القتال ارھاب العدو وانہ جہاد[1])

ارہاب کارِ نبوت ہے

علامہ عظیم آبادی لکھتے ہیں: "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مال فئے کے مصرف کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ ایک گروہ کا کہنا ہے کہ وہ بعد میں آنے والے خلفاء کا حق ہے۔ امام شافعی کے اس سلسلے میں دو قول ہیں ایک یہ ہے کہ وہ ان مجاہدوں کے لیے ہے جن کے نام جہاد کے رجسٹر میں درج ہوں۔ کیوں کہ دشمن کو خوف زدہ کرنے کے لیے وہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین ہیں"[2]

احکام شریعت میں ارہاب کی تاثیر

حاشیہ ابن العابدین میں ہے کہ گھوڑے کے احترام میں اس کا گوشت حرام ہے کیونکہ وہ دشمن کو خوف زدہ کرنے کا ذریعہ ہے[3]

ہدایہ میں ہے کہ گھوڑے کا گوشت مکروہ ہے اس کی علت یہ ہے کہ وہ دشمن کو ڈرانے کا ذریعہ ہے اس لیے احتراماً اسے کھانا مکروہ ہے[4]

---

[1] البدائع والصنائع ۷/۱۲۶

[2] محمد شمس الحق عظیم آبادی، عون المعبود ۸/۱۵۹

[3] حرمۃ الاکل للاحترام من حیث انہ یقع بہ إرھاب العدوّ
محمد امین، حاشیۃ ابن العابدین ۶/۳۰۵

[4] ولانہ آلۃ إرھاب العدو فیکرہ أکلہ احتراما مالہ
علی بن ابی بکر المرغینانی الہدایہ ۴/۶۸

اعانۃ الطالبین میں ہے کہ سفید بالوں کو کالا کرنا حرام ہے، الّا یہ کہ جہاد میں دشمن کو ہیبت زدہ کرنا مقصود ہو۔[۱]

شرح عمدہ میں ہے کہ تلوار میں سونے کا جڑاؤ جائز ہے کیونکہ اس سے دشمن ہیبت زدہ ہوجاتا ہے[۲]

شرح زید بن رسلان میں ہے کہ سفید بالوں کو خضاب لگا کر کالا کرنا جہاد کی غرض سے جائز ہے کیونکہ اس سے دشمن خوف زدہ ہوتا ہے[۳]

سبل السلام میں امام طحاوی کے حوالے سے ذکر ہے کہ عیدگاہ میں عورتوں کو جانے کا حکم اسلام کے آغاز میں تھا، کیونکہ اس وقت ان کے گھر سے نکلنے کی ضرورت تھی تا کہ مجمع بڑا ہو اور اس طرح دشمن خوف زدہ ہو، بعد میں یہ حکم منسوخ ہوگیا۔[۴]

امام قرطبی لکھتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو تکلیف دینے والی بلند آواز سے ممانعت میں وہ بلند آواز داخل نہیں ہے جو جنگ میں ہو یا دشمن سے بحث کرتے ہوئے ہو یا دشمن کو خوف زدہ کرنے کے لیے ہو۔[۵]

امام شوکانی البحر کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ گھوڑے کے علاوہ کسی جانور کا مالِ غنیمت میں بالاجماع حصہ نہیں لگے گا، کیونکہ دوسرے جانوروں میں ارہاب نہیں

---

[۱] وقوله بحمرة أو صفرة ای لا بسواد أما به فيحرم إن كان لغير إرهاب العدو فی الجهاد

ابوبکر الدمیاطی، اعانۃ الطالبین ۲/۳۳۹

[۲] فجاز أن يحلى بما يفيد إرهاب العدو   شرح العمدہ ۴/۳۱۲

[۳] ای یجوز خضب الشعر الأبيض بالسواد لأجل الجهاد لما فيه من إرهاب العدو

محمد بن احمد الرملی شرح زید بن رسلان ۱/۴۰

[۴] قال الطحاوی: ان ذلک كان فی صدر الاسلام للاحتياج فی خروجهم لتكثير السواد فيكون فيه إرهاب العدو ثم نسخ محمد بن اسماعیل الصنعانی، سبل السلام ۲/۶۶

[۵] لم يتناول النهی ايضاً رفع الصوت الذی يتاذی به رسول الله صلی الله علیہ وسلم وهو ما كان منهم فی حربه او مجادلة معاند او إرهاب عدو محمد بن احمد القرطبی، تفسیر القرطبی ۱۶/۳۰۷

پایا جاتا ہے[1]۔

امام سرخسی لکھتے ہیں کہ جو گھوڑے تجارت کے لیے لائے جائیں نہ تو ان کا حصہ لگے گا اور نہ ان کے مالکوں کو کوئی بخشش ملے گی کیوں کہ ان کا مقصد تجارت ہے نہ کہ ارہاب اور دین کی سرخروئی ہے[2]۔

امام شوکانی کے سامنے ایک موقف آتا ہے کہ میدانِ جنگ میں مرد حضرات زیور اور ریشمی لباس پہن سکتے ہیں کیوں کہ یہ ارہاب کی صورت ہے۔ وہ اس موقف پر تنقید کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ارہاب تو تعداد، کمک تیاری ثبات قدمی اور دشمن کے مقابلہ میں جو ہتھیار تیار کیے جائیں ان سے ہوتا ہے۔ دشمن کے دل میں بھلا اس کا خوف کیسے بیٹھ سکتا ہے جو زرق برق لباس اور چمکتے ہوئے زیور پہن کر اس کے سامنے آئے ہے[3]۔

امام قرطبی امام محمد بن الحسن کے حوالے سے ایک مسئلہ بیان کرتے ہیں کہ اگر تنہا ایک مومن کا ایک ہزار مشرکوں سے سامنا ہو جائے اور وہ تنہا ہی ان پر حملہ آور ہو جائے تو اگر وہ بچ نکلنے کی یا دشمن کو نقصان پہنچانے کی توقع رکھتا ہو تب، تو اس کا تنہا حملہ آور ہونا درست ہے، ورنہ مکروہ ہے کیوں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاکت کے منھ میں ڈال رہا ہے اور اس کے اس عمل سے مسلمانوں کا کوئی مفاد وابستہ نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ کچھ استثنائی صورتیں ذکر کرتے ہیں، ان میں سے ایک صورت یہ ہے کہ دشمن کو ہیبت زدہ اور مرعوب کرنا مقصود ہو کہ وہ جان لیں کہ مسلمان اپنے دین پر کس قدر

---

[1] قال فی البحر: ولا یسہم لغیر الخیل من البہائم اجماعا إذ لا إرھاب فی غیرھا۔
محمد بن علی بن محمد الشوکانی، نیل الاوطار ۸/۱۱۹

[2] ونظیرہ ما ضررناہ من بیع الفرس واھل سوق العسکر ان لم یقاتلوا فلا یسہم لہم ولا یرضخ لان قصدھم التجارۃ لا ارھاب العدو واعزاز الدین المبسوط ۱۰/۴۵

[3] اقول الارھاب للعدو انما یکون بالعدد والمدد والعدۃ والشدۃ والسلاح المعدّ للکفاح ....وأی إرھاب یحصل فی صدر العدو لمن تظاھر لنہ فی الحلی والحلل السیل الجرار شرح مختصر الازھار، للشوکانی ۴/۱۲۴

ثابت قدم رہتے ہیں تو ایسی صورت میں اس کا یہ عمل جائز ہے۔[1]

غور طلب امور

مذکورہ بالا اقتباسات کی روشنی میں یہ بات واضح ہو کر سامنے آتی ہے کہ محض ارہاب کی خاطر بہت سی حرام اور مکروہ چیزیں مباح بلکہ مستحب ہو سکتی ہیں اور جن باتوں کا ذکر ہے ان کی اہمیت اس وقت کے طرزِ جنگ اور عسکری تقاضوں کے پس منظر میں تھی۔ دورِ حاضر کے جنگی تقاضوں اور عسکری مزاج کی روشنی میں کچھ دوسری حرام یا مکروہ چیزوں کے سلسلے میں غور کیا جا سکتا ہے۔ ہر دور کے مجتہد علماء دین اجتہاد کر کے کچھ دوسری چیزوں کو اس بنا پر مباح قرار دے سکتے ہیں کہ اس دور کے طرزِ جنگ میں ارہاب کی ضرورت ان سے پوری ہوتی ہے۔

نصوصِ مذکورہ سے ارہاب کا مزاج بھی سامنے آتا ہے۔ پر امن حالات میں ارہاب بھی مکمل طور سے پر امن ہوتا ہے اور جنگ کے حالات ہوں تو ارہاب بھی جنگی انداز اختیار کر لیتا ہے۔

گزشتہ چودہ سو سال سے ارہاب کی اصطلاح امت میں رائج رہی ہے۔ ہر مسلک اور ہر علاقے میں لکھی گئی فقہ کی کتابوں میں یہ اصطلاح موجود ہے دہشت گردی کی جو صورتیں آج ہیں وہی صورتیں یا اس سے ملتی جلتی صورتیں پہلے بھی پائی جاتی تھیں لیکن کبھی ارہاب کے نام پر ان کارروائیوں کی ستائش نہیں کی گئی، جنھیں عرفِ عام میں دہشت گردی یا Terrorism کہا جاتا ہے۔ ارہاب کا لفظ رائج تھا اس کی ستائش بھی کی جاتی تھی لیکن کبھی ارہاب میں مذموم کارروائیوں کو شامل نہیں سمجھا گیا۔

ارہاب سلطانِ وقت کی ذمہ داری ہے

امام ابن اثیر ایک حدیث: "السلطان ظل اللہ ورمحہ" (سلطان اللہ کا سایہ اور

[1] وان کان قصدہ ارہاب العدو ولیعلم صلابۃ المسلمین فی الدین فلا یبعد جوازہ

تفسیر قرطبی ۲/۳۶۴

اس کا نیزہ ہے) کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں :"حاکم پر رعایا کے دو طرح کے حق ہیں۔ ایک حق تو یہ ہے کہ وہ مظلوم کی مدد کرے اور ظالم سے اس کا حق دلوائے دوسرے یہ کہ دشمنوں کو خوف زدہ رکھے تاکہ دشمن رعایا پر حملہ آور نہ ہو اور انھیں تکلیف نہ پہنچائے۔ اس طرح وہ اس کی طاقت کے سائے میں خود کو محفوظ سمجھیں۔ اسں حدیث میں دونوں حقوق کا احاطہ کر لیا گیا ہے"[1]

حقیقت یہ ہے کہ دنیا کی ہر ریاست کا فرماں روا ارہاب کو اپنی اہم ذمہ داری سمجھتا ہے۔ وہ بخوبی جانتا ہے کہ تیاری اور اس کی عسکری طاقت دشمن کو خوف زدہ رکھتی ہے اور وہ اس ملک پر حملہ آور ہونے اور وہاں کی رعایا کو غلام بنانے کی جرأت نہیں کرسکتا۔ جو بات پیشِ نظر رکھنی چاہیے وہ یہ ہے کہ ریاست کے فرماں روا کا طاقت ور فوج رکھنا ارہاب ہے لیکن یہ دہشت گردی اور Terrorism نہیں ہے۔ اسی ارہاب کے سائے میں رعایا کو امن و اطمینان حاصل ہوتا ہے۔

ارہاب اہلِ ایمان کی خصوصیت ہے

ارہاب رہبت اور اس جیسے افعال کے قرآنی استعمالات اور علماء شریعت کے عام استعمالات سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ ارہاب کا فاعل اہل ایمان ہی کو ہونا چاہیے۔ یہ بھی لگتا ہے جیسے یہ اہلِ ایمان پر اللہ تعالی کی خصوصی نوازش ہے۔ ارہاب کے استعمالات کو دیکھتے ہوئے ارشاد رسولؐ " ثلاث لم یعطھن مثلی .... نُصرت بالرعب مسیرۃ شھر" ذہن میں آتا ہے۔ اہلِ ایمان کے قلوب میں رہبت صرف اللہ کی ہوتی ہے: وَإِيَّايَ فَارْهَبُونِ (البقرہ:۴۰) پس مجھ ہی سے ڈرو) جب کہ کفار اہلِ ایمان کی رہبت سے کانپتے رہتے ہیں۔ لَأَنتُمْ أَشَدُّ رَهْبَةً فِي صُدُورِهِم مِّنَ اللَّهِ (الحشر:۱۳) ان کے دلوں میں اللہ سے بڑھ کر تمہارا خوف ہے)

---

[1] والآخر إرهاب العدو وليرتدع عن قصد الرعية وأذاهم فيأمنوا بمكانه من الشر ، ابن الاثیر، النہایہ فی غریب الحدیث ۲/ ۲۶۶

ارہاب کے ساتھ زیادتی: لغزش یا سازش

اوپر کی گفتگو سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ ارہاب کے معنی دہشت گردی یا Terrorism نہیں ہیں۔ ارہاب ایک قابلِ تعریف مثبت تعمیری اصطلاح ہے۔ قرآن مجید میں چونکہ یہ صرف تعریف کے سیاق میں آیا ہے، اس لیے اس لفظ کو یک گونہ احترام بھی ملنا چاہیے۔ ارہاب نہ صرف یہ کہ پرامن حالات میں امن کے منافی نہیں ہے بلکہ قیامِ امن کا ضامن بھی ہے۔ حالتِ جنگ میں بھی ارہاب کسی ایسی کارروائی پر مشتمل نہیں ہوتا ہے جو جنگ کے تسلیم شدہ اخلاقی ضوابط سے متعارض ہو۔

یہاں سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب ارہاب اچھے معانی کا حامل لفظ تھا تو یہ مذموم کب سے اور کیوں کر ہوا؟ دہشت گردی (Terrorism) کا ہم معنی کیوں بنا دیا گیا؟

دراصل گزشتہ نصف صدی سے دہشت گردی ایک عالمی مسئلہ بن گئی۔ چونکہ اصلاً یہ مسئلہ مغرب کی پیداوار تھا اور ان کے یہاں اس کے لیے پہلے سے ایک لفظ بھی موجود تھا۔ عالمِ عرب کے لیے یہ مسئلہ ایک طرح سے نیا تھا۔ اس سے ملتی جلتی کارروائیوں کے لیے البغی اور الافساد جیسے الفاظ موجود تھے لیکن دانستہ یا نادانستہ طور سے اس کے لیے لفظ ارہاب کو نشانہ بنایا گیا۔ اس طرح ایک قرآنی اور خالص اسلامی اصطلاح کو غلط رنگ دے دیا گیا اور اس طرح سے یہ رنگ چڑھایا گیا کہ اس کا اصل مفہوم ذہنوں سے اوجھل ہونے لگا یا تقریباً ہو گیا۔

موجودہ حالات میں شاید یہ کہنا کہ ارہاب ایک اسلامی عمل ہے تعجب خیز ہوگا۔ ہمیں اس میں عربی لغت کے جدید مصنفین کا بھی رول نظر آتا ہے۔ گزشتہ نصف صدی کے اندر مسیحی مصنفین نے جو عربی لغات لکھی ہیں ان میں ارہاب کو دہشت گردی کا ہم معنی بتایا گیا ہے[۱] جب کہ 'المعجم الوسیط' کے مسلمان مصنف نے اس نو وارد معنی کو نظر انداز کر کے سابقہ روایت کو برقرار رکھا ہے[۲]

---

[۱] الرائد لجبران مسعود، المنجد، المورد، وقاموس الیاس العصری

[۲] المعجم الوسیط رھب

ٹرورزم ایک نظر میں

آکسفورڈ ڈکشنری کے مطابق ٹرورزم منظم دہشت گردی کا نام ہے، جس میں بے رحم سرکوبی یا خوں ریزی ہو، جب کہ ٹرورزم کا دوران کے نزدیک بطور خاص ۱۷۹۳ء کا فرانسیسی انقلاب اور اس کے بعد کا تقریباً ایک سالہ دور ہے۔ یہ حکومت چودہ سو جانوں کا نذرانہ لے کر قائم ہوئی تھی۔ اس دورِ حکومت میں کم از کم تین لاکھ مشتبہ افراد جیل میں ٹھونسے گئے۔ سترہ ہزار آدمیوں کو تختۂ دار پر چڑھا دیا گیا اور بے شمار لوگ جیل میں یا عدالتی کارروائی کے بغیر ہی لقمۂ اجل بن گئے۔

انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا کے مطابق ٹرورزم نام ہے کچھ سیاسی مقاصد کے حصول کے لیے منظم غیر متوقع تشدد کے استعمال کا خواہ وہ حکومت کے خلاف ہو یا عوام کے خلاف یا متعین افراد کے خلاف۔ انیسویں صدی میں یورپ، مغربی روس اور امریکہ میں انارکزم کے علم برداروں نے اسے بطورِ خاص اختیار کیا۔ وہ سمجھتے تھے کہ مؤثر سیاسی اور سماجی انقلاب کے لیے با اثر اور معزز افراد کو ختم کرنا بہترین تدبیر ہے۔ چنانچہ ۱۸۶۵ء سے ۱۹۰۵ء کے دورانیہ میں بے شمار فرماں روا، صدورِ مملکت، وزرائے اعظم اور دیگر وزرا، و اعلیٰ افسران کو قتل کیا گیا یا بم سے اڑا دیا گیا۔

بیسویں صدی میں ٹرورزم کے استعمال میں بڑی تبدیلی آئی۔ ٹکنالوجی کی ترقی اور خود کار اسلحوں اور برقی دھماکہ خیز ہتھیاروں کی ایجاد نے ٹرورزم کو نئی تحریک اور قوت دی۔ میڈیا کی ترقی کے بعد ٹرورزم خود کو نمایاں اور مشہور کرنے کا وسیلہ شوق بھی بن گیا۔

جدید ٹرورزم قدیم ٹرورزم سے اس طور سے مختلف ہے کہ اب اس کا نشانہ زیادہ تر معصوم شہری بنتے ہیں یا وہ جو اتفاقاً جائے وقوعہ پر ہوتے ہیں۔

ٹرورزم میں اغوا کرنا، ہائی جیک کرنا، بم سے اڑانا، دھوکہ سے قتل کرنا وغیرہ شامل ہے۔ مذکورہ بالا تمام باتیں انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا[1] میں صراحت سے مذکور ہیں۔

---

[1] انسائیکلو پیڈیا آف برٹانیکا، ۱۱/ ۶۵۱-۶۵۰

۳۰۰

ٹرورزم اور ارہاب میں بنیادی فرق

۱۔ٹرورزم کے ساتھ خوں ریزی کا تصور جڑا ہوا ہے جب کہ ارہاب میں خوں ریزی کا تصور نہیں ہے تلاش کے باوجود کوئی ایک مثال ایسی نہیں مل سکی جس میں پُر امن حالات میں قتل وخوں ریزی ہوئی ہو اور اس واردات کو ارہاب کہا گیا ہو۔

۲۔ٹرورزم میں تشدّد لازمی طور سے ہوتا ہے جب کہ ارہاب کے استعمالات میں تشدّد کا بھی کوئی واقعہ نہیں ملتا۔

۳۔ٹرورزم کا قیام اِمن سے کوئی تعلق نہیں ہوتا جب کہ ارہاب کا مقصد ہی امن کا قیام ہوتا ہے۔ کوئی ایک مثال ایسی نہیں ملتی کہ امن کو درہم برہم کرنے والے کسی واقعہ کو ارہاب سے موسوم کیا گیا ہو جب کہ گذشتہ صفحات میں ایسی بہت سی مثالیں گزریں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ ارہاب ہوتا ہی ہے امن کو قائم کرنے اور اسے باقی رکھنے کے لیے۔

۴۔ٹرورزم کبھی اچھے معنی میں استعمال نہیں ہوا۔ جب کہ ارہاب گذشتہ نصف صدی سے پہلے تک اچھے معنی میں ہی استعمال ہوتا رہا ہے۔

ان چار بنیادی فرقوں کے بعد بھی ارہاب کو ٹرورزم کا ہم معنی بتانا صریح زیادتی ہوگی۔

ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی کی ایک اہم کتاب

ایمان وعمل کا قرآنی تصوّر

الطاف احمد اعظمی

○ ایمان وعمل کے مروجہ تصور کی کمزوریوں کی نشان دہی کرتی ہے۔ ○ قرآن وسنت کے نقطۂ نظر کی مدلل اور دلنشیں تشریح کرتی ہے۔ ○ ایمان وعمل کے تقاضے اور دنیا اور آخرت میں کامیابی کی راہ واضح کرتی ہے۔

آفسٹ کی طباعت۔ خوبصورت سرورق۔ صفحات ۲۸۰ قیمت ۲۵ روپئے لائبریری ایڈیشن ۳۰ روپئے

ملنے کے پتے (۱) ادارۂ تحقیق وتصنیف اسلامی۔ پان والی کوٹھی۔ دودھ پور، علی گڑھ ۲۰۲۰۰۲

(۲) مرکزی مکتبہ اسلامی پبلشرز۔ ابوالفضل انکلیو نئی دہلی ۲۵